اصلاح معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر ۲۲

نکاح

شریعت کے مطابق کیجیے اور خرافات سے بچیے!

جناب مولانا و مفتی اشرف عباس صاحب قاسمی دامت برکاتہم
استاذ ادب دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ:
دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً امابعد! اسلام دین فطرت ہے، اس میں انسان کی جائز ضروریات، فطری تقاضے اور خواہشات کی تکمیل کے صحیح اور آسان راستے بتائے گئے ہیں، چنانچہ جنسی خواہش بھی انسان کی فطرت میں موجود ہے، اسلام نے اس ضرورت کو پورا کرنے کا جائز طریقہ نکاح کو قرار دیا ہے اور عام ضرورت کے پیش نظر نکاح کو انتہائی آسان اور سہل بنادیا ہے کہ دو شرعی گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے دو لفظوں کے ذریعے نکاح منعقد ہوجاتا ہے، پیغام دینے اور پیش کش کرنے کو ایجاب کہتے ہیں، خواہ لڑکے کی طرف سے ہو یا لڑکی کی طرف سے، اور دوسرے کی طرف سے منظور کرلینے کو قبول کہا جاتا ہے۔

نکاح کی اہمیت وفضیلت

سماج اور معاشرہ مختلف خاندانوں سے مل کر بنتا ہے اور خاندان کی بنیاد ازدواجی زندگی پر ہے، اس لیے اسلام نے خاندانی نظام کی بقا اور فحاشی سے پاک مہذب معاشرے کی تشکیل کے لیے نکاح کا نظام قائم کیا ہے، ورنہ جہاں نکاح کے نظام کو نظر انداز کرکے لوگ بے لگام ہوکر خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں، وہاں خاندان کا وجود مٹ جاتا ہے، نسب برباد ہوجاتا ہے اور نظام زندگی درہم برہم ہوجاتا ہے، نکاح کا مقصد محض جنسی لذت اور مال و دولت کا حصول نہیں ہے؛ بلکہ اسلام نے اس کو عفت و پاک دامنی کا ذریعہ قرار دیا ہے، نکاح کی فضیلت کے لیے یہ کافی ہے کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی نکاح کیے قرآن کریم میں ہے: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ (سورۂ رعد آیت: ۳۸) ”اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے“ قرآن وحدیث میں اہل ایمان کو باقاعدہ نکاح کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (سورۃ النور: ۳۲) ”اور تم میں جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کردیا کرو“ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں

کومخاطب کرتے ہوئے ارشادفرمایا:﴿"يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ الصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" ﴾ (صحيح البخاری، حديث نمبر: ٥٠٦٦) ''اے نوجوانوں کی جماعت! جوشخص بھی تم میں سے نکاح (اس کے موجبات ولوازمات یعنی مہر اور نان ونفقہ وغیرہ) کی طاقت رکھتا ہواس کو نکاح کر لینا چاہیے؛ کیوں کہ یہ نکاح اجنبی عورت پر نظر پڑنے سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اور شرم گاہ کو بھی محفوظ رکھتا ہے، اور جوشخص اس کی طاقت نہ رکھتا ہواس کو روزہ رکھنا چاہئے کیوں کہ یہ اس کے لیے جوش شہوت میں کمی کا ذریعہ ہے''۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:''ہماری سنت نکاح کرنا ہے، تم میں بدترین لوگ وہ ہیں جو کنوارے ہیں اور گھٹیا ترین موت مرنے والے بھی وہ ہیں جو کنوارے ہیں، شیطان کے پاس نیک آدمیوں کے لیے عورتوں سے زیادہ کارگر ہتھیار کوئی نہیں، ہاں اگر وہ نیک لوگ شادی شدہ ہوں'' (مسنداحمد، حدیث نمبر: ٢١٥٠)

نکاح کے احکام

مختلف حالات کے اعتبار سے نکاح کے احکام بھی مختلف ہیں، چناں چہ عام حالت میں جسمانی صحت درست ہونے اور مہر ونفقہ کی ادائیگی پر قادر ہونے کی صورت میں نکاح کر لینا سنت مؤکدہ ہے، اگر نکاح نہ کرنے کی وجہ سے گناہ میں پڑجانے کا اندیشہ ہوتو نکاح کرنا واجب ہے اور اگر گناہ میں مبتلا ہوجانے کا یقین ہوتو نکاح کرنا فرض ہے اور اگر وہ ایسا تنگ دست ہے یا کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہے جس سے ڈر ہے کہ وہ بیوی کا حق نہیں ادا کر سکے گا تو نکاح مکروہ تحریمی ہے اور اگر حق نہ ادا کر پانے کا یقین ہوتو نکاح کرنا حرام ہے۔ (البحر الرائق: ٣/٨٤)

حق مہر

نکاح کی وجہ سے بیوی کا مہر واجب ہوجاتا ہے، اتنا مہر مقرر کیا جائے جو شوہر ادا کر سکے، مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم یعنی تیس گرام چھ سواٹھارہ ملی گرام چاندی یا اس کی

قیمت ہے، اگر اس سے کم مثلاً ٧٨٦ روپے پر نکاح ہوا تو بھی دس درہم کی مقدار ادا کرنا ضروری ہے، متوسط طبقے کے لیے مہر فاطمی یعنی ایک کلو پانچ سوتیس گرام، نوسوملی گرام چاندی متعین کرنا مستحب ہے، نکاح کے فوراً بعد مہر ادا کر دینا بہتر ہے، تاخیر مناسب نہیں ہے۔

ولیمہ

شادی کی تقریبات میں ولیمہ ایک ایسا عمل ہے جو مسنون ہے، رسول اکرمؐ نے اس کا حکم دیا ہے اور خود بھی اپنی شادیوں کا ولیمہ کیا ہے اور اس کا مقصد نعمت زواج پر شکر الٰہی بجالانا ہے، اور اسلام میں شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ کھانا کھلانا بھی ہے، ولیمہ کا مسنون وقت شب زفاف/خلوت صحیحہ کے بعد ہے، تاہم اگر کسی وجہ سے عقد نکاح کے بعد خلوت صحیحہ سے پہلے ولیمہ کر لیا جائے تو ولیمہ کی سنت ادا ہوجائے گی، نکاح سے پہلے اگر دعوت کی جائے تو اس کو ولیمہ شمار نہیں کیا جائے گا'' ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف وبلا تفاخر اختصار کے ساتھ جس قدر میسر ہوجائے اپنے خاص لوگوں کو کھلا دے، دعوت ولیمہ کے لیے جانور ذبح کرنا یا کوئی خاص انتظام کرنا ضروری نہیں ہے، بس شرط یہ ہے کہ خالصاً لوجہ اللہ ہو، اس میں غریبوں کو بھی مدعو کیا جائے، صرف امیروں ہی کو دعوت دینے پر اکتفا نہ کیا جائے، نیز حسب طاقت ہو، اس کے لیے لون یا سودی قرض نہ لیا جائے''۔

(اسلامی شادی، افادات حضرت تھانویؒ، ص: ٢٣٦)

مسجد میں نکاح کا انعقاد اور مبارک باد دینا

نکاح کے لیے بہتر مقام مسجد ہے، جہاں مسجد کی برکت بھی حاصل ہوتی ہے اور بہت ساری خرافات سے حفاظت بھی ہوتی ہے، حدیث پاک میں ہے: ﴿أَعْلِنُوا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (ترمذی: ١٠٨٩) ''یعنی کھلے عام نکاح کرو اور اس کو مسجدوں میں منعقد کرو'' نکاح کے بعد میاں بیوی کو دعا اور مبارک باد دینا سنت ہے، مبارک بادی کے الفاظ ایک حدیث میں اس طرح آئے ہیں: ﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وبَارَكَ عَلَيْكَ وَ جَمَعَ

بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ﴾ (سنن ابوداؤد:۲/۲۴۱)''اللہ تعالیٰ اس نکاح میں برکت دے، تم پر اپنی برکتوں کا نزول فرمائے اور تم دونوں کو بہترین طریقے پر جمع رکھے''

بلاوجہ تنگی کے خوف سے نکاح میں تاخیر مت کیجیے

یہ فتنوں کا دور ہے، گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، اس لیے بلوغ کے بعد بلاوجہ شرعی شادی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، والدین کو اس سلسلے میں مکمل ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہئے، ورنہ گناہ کا وبال ان پر بھی ہوگا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿فان بَلَغَ وَ لَمْ یُزَوِّ جْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَإِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰى اَبِیْهِ﴾ (شعب الایمان ۶/۴۰۱ حدیث نمبر:۸۶۶۶)''یعنی اگر بالغ ہونے کے بعد باپ نے بیٹے کا نکاح نہیں کیا اور بیٹا گناہ کر بیٹھا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر بھی ہوگا''

تنگ دستی کے محض وسوسے اور اخراجات میں اضافے کے تصور سے بھی شادی کو مؤخر کرنا غلط ہے، اللہ پاک رزق دینے والے ہیں، اور شادی کی برکات میں سے ہے کہ اس سے رزق میں وسعت اور فراخی کی راہیں کھلتی ہیں، اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں: ﴿اِنْ یَکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (سورۃ النور:۳۲)''اگر وہ لوگ (جن کا نکاح ہونا ہے) مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خواتین سے نکاح کرو، اس لیے کہ وہ تمہارے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق اور) مال لائیں گی'' (ابن ابی شیبہ ۳/۲۱۷)

رسم ورواج اور خلاف شرع کام سے بچیے!

نکاح کو عام انسانی ضرورت ہونے کی وجہ سے شریعت نے انتہائی آسان کر دیا ہے اور لہو ولعب اور فضول اخراجات سے بچتے ہوئے سادگی کے ساتھ منعقد کرنے کا حکم دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ أَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَةً أَیْسَرُهُ مُؤْنَةً﴾

(مسند احمد: ۲۴۵۲۵)''سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم خرچ ہو'' لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے غلط رسم ورواج اور فضول خرچی کی وجہ سے نکاح جیسی آسان اور اہم عبادت کو انتہائی مشکل بنا دیا ہے، اور اس ایک سنت کی ادائیگی کے لیے نہ جانے کتنے محرمات ومنکرات کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، اس لیے ہم سب کو خرافات سے پاک صحیح اور مسنون طریقے پر نکاح کا ماحول بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

مروجہ جہیز کی لعنت

رخصتی کے موقع پر دولہن کو اس کے والد یا دیگر رشتہ دار، لڑکے والے کی طرف سے مطالبے یا سماجی جبر کے بغیر اپنی مرضی اور خوشی سے صلہ رحمی یا حسن سلوک کی نیت سے بہ طور تحفہ کچھ دینا چاہیں تو یقیناً اس کی گنجائش ہے، بلکہ مستحسن ہے اور اس پورے مال کی مالک دولہن ہوگی، لیکن باقاعدہ جہیز کی لالچ میں شادی کرنا یا اس کا مطالبہ کرنا اور خود باپ کا بھی زبردستی اور محض برادری اور سماج کے خوف سے نام ونمود کی خاطر اپنی حیثیت سے زیادہ قرض لے کر سامان جہیز کا انتظام کرنا ناجائز اور گھناؤنا عمل ہے، شریعت نے نکاح اور اس کے بعد کی تمام مالی ذمہ داری مرد پا عائد کی ہے، عورت پر نہیں، اس لیے مرد کے لیے گاڑی یا خاص مال کا مطالبہ کرنا خواہ صراحۃً ہو یا اشارۃً، بہ راہ راست ہو یا بالواسطہ، خلاف شریعت اور حرام ہونے کے ساتھ مرد کی غیرت وشرافت کے بھی خلاف ہے، جہیز اور تلک جیسے غیر شرعی اور ہندوانہ رواج کی وجہ سے کتنی ہی غریب ونادار لڑکیوں کی شادیاں نہیں ہو پا رہی ہیں، لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو جو کہ ایک نعمت ہے؛ بوجھ سمجھنے لگے ہیں، کتنی ہی لڑکیاں جہیز کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے شادی سے پہلے اور کتنی ہی شادی کے بعد سسرال والوں کی طرف سے کم جہیز لانے کے طعنے برداشت نہ کر پانے کے سبب خودکشی کر لیتی ہیں، اور بعض مرتبہ لڑکی کی شادی میں زیادہ خرچ کی وجہ سے یہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ اب اسے میراث سے حصہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، حالاں کہ میراث اس کا واجبی حق ہے اس سے وہ ختم نہیں ہوتا ہے۔

معاشرے کے اس ناسور کو ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کے ہر طبقے کو آگے آنا چاہیے، اور ہمارے نوجوانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ اسی شادی جو محض مال وجاہ کے حصول کے لیے ہوتی ہے وہ خانہ آبادی نہیں بلکہ خانہ بربادی کا ذریعہ بنتی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص کسی عورت سے محض اس کی دنیوی عزت وشہرت کی وجہ سے شادی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ذلت میں اور اضافہ کردے گا، اور جو شخص کسی عورت سے محض اس کے مال ودولت کی وجہ سے شادی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے فقر اور محتاجی کو مزید بڑھادے گا، اور جو شخص کسی عورت سے محض اس کی خاندانی برتری کی وجہ سے شادی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اور بے حیثیت کردے گا، لیکن جو شخص اس نیت سے کسی عورت سے نکاح کرے کہ اس کی نگاہیں نیچی رہیں، یا شرم گاہ محفوظ رہے یا وہ صلہ رحمی کرسکے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو ایک دوسرے کے لیے خیر وبرکت کا ذریعہ بنادے گا'' (معجم اوسط طبرانی ۱۷۸/۳)

منگنی کی رسم

منگنی یعنی نکاح کا پیغام دینا اور وعدہ ومعاہدہ کرلینا اچھی بات ہے، خود رسول اکرمؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تھا، لیکن منگنی کے نام پر جو خرافات درآئی ہیں، شریعت میں ان کی اجازت نہیں ہے، مثلاً لڑکی کا تنہائی میں لڑکے کے پاس کچھ لے کر جانا، لڑکے لڑکی کا ایک دوسرے کو انگوٹھی پہنانا، کیوں کہ ابھی تک دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں، نیز اس موقع پر بڑی تقریب منعقد کرکے کھلے عام ویڈیو گرافی اور ناچنے گانے سے اس کی قباحت اور بڑھ جاتی ہے۔

بارات کی شرعی حیثیت

بارات کی شرعاً کوئی اصل نہیں، اور نہ سنت سے اس کا ثبوت ہے، آج کل بارات کے نام پر ایک بڑی تعداد دلہن کے گھر جاتی ہے اور تعداد کی کمی ذلت ورسوائی سمجھی جاتی

ہے، یہ طریقہ شرعاً قابل مذمت اور ناپسندیدہ ہے، نام ونمود اور اسراف سے بچتے ہوئے چند لوگ لڑکے کے ساتھ چلے جائیں اور نکاح میں شریک ہوجائیں، اور پھر لڑکی کو رخصت کراکے ساتھ میں سب لوگ آجائیں تو اس میں مضائقہ نہیں، لڑکے والوں کو بارات کی مروجہ شکل پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، جو بارات مروجہ رسومات پر مشتمل ہو اس میں شرکت نہ کرنی چاہیے، لڑکی والے اگر مجبوری میں بارات والوں کے لیے کھانے پینے کا نظم کریں تو ان کے لیے گناہ نہیں۔ (آنلائن فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جواب نمبر ۱۵۷۴۶۲)

ویڈیو گرافی اور دوسرے غیر شرعی احکام

ان کے علاوہ بھی دسیوں رسمیں الگ الگ علاقوں میں نکاح کے موقع پر مسلم سماج میں رائج ہیں، مثلاً مانجھا، تیل مہندی، سہرابندی، جوتا چھپائی، دودھ پلائی، گود بھرائی اور آتش بازی وغیرہ، ظاہر ہے یہ سب غیر شرعی اور خالص ہندوانہ رسوم ہیں، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے جب کہ شادی کی تقریبات میں بے پردگی اور ویڈیو گرافی کی وبا تو تقریباً ہر جگہ عام ہوچکی ہے، جو کہ اللہ اور رسول کو ناراض کرنے اور آخرت کو تباہ کرنے والا خطرناک عمل ہے جس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

آخری گزارش

نکاح ایک مبارک عمل ہے اس کو سادگی کے ساتھ سنت کے مطابق انجام دیجیے۔

یاد رکھیے! نکاح محض برادری کی روایت اور سماجی عمل نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک عبادت اور شرعی حکم ہے، اور ہم سب شریعت کے پابند اور اس کے غلام ہیں، اس لیے آئیے سابقہ غلطیوں سے توبہ کریں اور عہد کریں کہ آئندہ ہمارے یہاں کوئی شادی رسم ورواج کے مطابق نہیں بلکہ شریعت اور سنت کے مطابق ہوگی، ہم سب مل کر اپنے سماج کو جہیز، تلک اور غلط رسوم وخرافات سے پاک کرکے شادی کے عمل کو آسان بنائیں گے، اور اپنے خالق ومالک کو راضی رکھنے کی کوشش کریں گے، اللہ پاک ہم سب کو شریعت پر استقامت عطا کریں۔ آمین